

ٹامس ریویرا، پیدائش 1935ء امریکہ، ٹیکساس، کرسٹل سٹی۔ 1958ء میں گریجویٹس، 1969ء میں بی ایچ ڈی۔ انگریزی اور ہسپانوی اور فرانسیسی زبانوں کا مطالعہ، عرصے تک نینوں زبانوں کے معلم رہے اور بیک وقت دو زبانوں، ہسپانوی اور انگریزی میں تخلیق کاری کی۔ یونیورسٹی آف ٹیکساس کے سین انٹونیو کالج کے ذہن کی حیثیت سے فرائض انجام دیے۔ بیان کی سادگی، ٹامس ریویرا کی تحریروں کا خاصہ ہے۔ کہتے ہیں، بیان کی سادگی نہیں ممکن ہوتی ہے جب ذہن میں موضوع آئینہ ہو، مگر صرف اسی قدر نہیں، سادگی کو ایک شگفتگی اور دل کشی چاہیے۔ بہت کچھ تخلیق کار کی موضوع سے وابستگی یا یوں کہئے کہ احساس کے آب گینے پر منحصر ہے۔ ریویرا نے طرح طرح کے موضوعات پر کہانیاں لکھی ہیں، ان کی طرز تحریر نے انہیں خاصے کی چیز بنا دیا ہے۔ انہا ادب عشق اور ششک کے مانند ہوتا ہے۔ دنیا کی تمام قابل ذکر زبانوں میں ریویرا کی مختصر کہانیوں کا ترجمہ ہوا ہے۔ ان کے ایک دو زبانی کہانیوں کے مجموعے کو اسپین کا قومی ادبی انعام ”پریمیو کوئینٹو“ مل چکا ہے۔ زیر نظر کہانی، ریویرا کے فن کا ایک نمونہ ہے۔ دیکھیے، وہ کیسے نازک خیال، نازک احساس قلم کار ہیں۔



توشہ خاصہ، خوانے ہفت رنگت * یاخچوارے رنگ
ایکے بوڑھے آدمی کے کہنا ہے، اُسے کاکو تا بٹا دوسری بار اُسے سے چھیننے لیا گیا تھا۔
ہسپانیہ کے مشہور مسلمانہ طراز ٹامس ریویرا نے زبان
ایکے ہسپانوی داستانے۔
ترجمہ: عالیہ اخلاق۔

بھی پڑھ لکھ کر ایسے سیزمین بن جائیں گے۔
تو اس برس جو سیزمین آئے، ان میں سے کچھ لوگ ایک
نی پیش کش لائے۔ بوڑھے جوزف نے بھی ایک سیزمین کو
اپنے گھر بلایا اور اسے چائے پلائی۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ اس کے
پٹارے میں کیا ہے۔ سیزمین نے اسے بتلایا۔ ”بزرگ وار! ہم
اس بار ایک حیرت انگیز چیز لائے ہیں۔ آپ کا پورا گاؤں حیران
رہ جائے گا۔“

”اچھا!“ بوڑھا جوزف مسکرایا۔ ”دکھاؤ کیا چیز ہے؟“
”ایسا کچھ سہرا!“ سیزمین نے کہا۔ ”ہمیں کوئی تصویر دے
دیجیے، کوئی بھی تصویر۔ ہم اسے اٹاراج کریں گے۔ اٹاراج
کرنا سمجھتے ہیں آپ؟ ہم تصویر بہت بڑی کر دیں گے۔ بڑی
کر کے ہم اسے لکڑی کے ایک منقش فریم میں لگائیں گے اور
اس میں رنگوں کا ایسا جادو بھریں گے کہ وہ سچ جچ زندہ اور جیتی
جانتی محسوس ہونے لگے گی۔“ یہ دیکھیے۔ ”اس نے اپنے سوٹ
کیس سے ایک فریم نکالا۔ فریم میں ایک ننھے ننھے بچے کی بہت بڑی
رنگین تصویر لگی تھی۔ بچہ معصومیت سے دائیں جانب کوئی چیز
دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔“ دیکھ رہے ہیں آپ یہ تصویر؟ ایسا لگتا ہے،
جیسے بچہ ابھی ہنسنے اور ہنسنے لگے گا، باتیں کرنے لگے گا۔ دیکھیے،
کیسی زندہ تصویر ہے۔“

بوڑھے جوزف نے تصویر غور سے دیکھی پھر مڑ کر اپنی

سب انگ

بوڑھے جوزف کا غصے میں آنا ایک غیر معمولی بات تھی
اتنی غیر معمولی کہ پورا ایک سال گزر جانے کے باوجود گاؤں
میں اس کا ذکر باقاعدگی سے ہوتا ہے۔
بوڑھا جوزف اتنا پیارا، اتنا میٹھا، اتنا نرم آدمی تھا کہ اس نے
اپنی تریسٹھ برس کی زندگی میں کبھی غصہ نہیں کیا تھا۔ خوشیوں
میں تو خیر سبھی ہنستے مسکراتے ہیں مگر بوڑھے جوزف کے
چہرے پر ہر حال میں مسکراہٹ رہتی تھی۔ اس وقت بھی جب
اُسے کوئی دھوکا دے جاتا تھا اور اس وقت بھی جب کوئی غم اس
کا سینہ چیر دیتا تھا۔

یہ سارا قصہ گزشتہ برس شروع ہوا تھا۔ ہر سال گرمیاں
آتے ہی شہر سے سیزمین گاؤں آدھمکتے تھے۔ قریبی شہر کا نام
سان انتونیو تھا مگر ہمارے گاؤں میں اسے صرف شہر کہا جاتا تھا۔
وہاں سے آنے والے سیزمین خوب جانتے تھے کہ کسی بھولے
بھالے دیہاتی کی بچت ہتھیانا کتنا آسان ہے۔ لہذا وہ باقاعدگی
سے یہاں آتے تھے۔ ان کے سوٹ کیسوں میں بعض انوکھی اشیا
کے نمونے ہوتے جنہیں خریدا جاسکتا تھا۔ وہ بے داغ، سفید
قیصیں پہنتے اور ٹائیاں لگاتے تاکہ معقول اور اہم نظر آئیں۔ یہی
وجہ تھی کہ لوگ ان کی ہر بات پر آنکھ بند کر کے یقین کر لیتے
اور انہیں اپنے گھروں میں خوش آمدید کہتے۔ گاؤں والوں کے
دلوں میں یہ خواہش دھڑکتی رہتی تھی کہ ایک دن ان کے بچے



یوپی سے کہا۔ ”ذیر! واقعی بڑی جیتی جاگتی تصویر ہے۔“ وہ سیلز مین سے مخاطب ہوا۔ ”ہم بھی دو تین تصویریں بڑی کروانا چاہتے تھے مگر بھائی! اس میں تو اچھی خاصی رقم لگ جائے گی۔ قیمتی لکڑی کا منقش فریم، رنگوں کا جادو اور۔۔۔“

”ہرگز نہیں۔“ سیلز مین تڑپ کر بولا۔ ”اس میں زیادہ رقم نہیں لگتی۔ ہاں، کچھ وقت ضرور لگتا ہے۔ آپ سمجھ گئے ہیں نا سر؟ یہ سب کام کرنے میں وقت تو لگتا ہے۔“

”مگر تمیں ڈالر تو بہت ہوتے ہیں۔“

”وہ تو ٹھیک ہے سر، مگر آپ کام اور کام کا معیار بھی تو دیکھیے۔ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کے بتائیے، کبھی آپ نے اتنی عمدہ تصویر اتنے خوش نما فریم میں دیکھی ہے؟“

سیلز مین نے کہا۔ ”شروع سے آخر تک کام کرنے کے ہم صرف تمیں ڈالر لیتے ہیں۔ جی ہاں، اتنی بڑی تصویر اور تمیں ڈالر۔“

بوڑھے جوزف نے سر ہلایا۔ ”یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں نے واقعی ایسی حسین تصویر نہیں دیکھی۔“ پھر اس نے اپنی سی سے پوچھا۔ ”تم کیا سوچ رہی ہو؟“

”ہاں۔“ اس کی یوپی نے کہا۔ ”مجھے بھی تصویر اچھی لگی، خیال ہے، ایک تصویر بنانے کا آرڈر دے دینا چاہیے۔ شاید بھی اتنی ہی حسین تصویر بن جائے۔“

بوڑھا جوزف جھینپ کے ہنسا۔ ”تمیں ڈالر تو بہت ہوتے ہیں۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ زیادہ رقم نہیں لگتی۔ اچھا، کیا یہ رقم قسطوں میں ادا کی جاسکتی ہے؟“

سیلز مین نے کہا۔ ”مسئلہ یہ ہے سر! میرے مینیجر نے سختی سے منع کر رکھا ہے کہ ادھار یا قسطوں پر کوئی سود نہ کیا جائے، صرف نقد سود اکیا جائے۔ اصل میں یہ بہت محنت کا کام ہے۔ متعدد ہنرمند کاری گر پورے مہینے دن رات محنت کرنے کے بعد ایسی تصاویر اور فریم تیار کرتے ہیں۔ بالکل زندہ تصاویر۔ آپ ایمان داری سے یہ تصویر دیکھیں، بچہ کس طرح مسکرا رہا ہے۔ حیرت انگیز اور بھرپور کام ہے یا نہیں؟ ہم ایک ماہ میں تصویر مکمل کر کے، قیمتی لکڑی کے فریم میں لگا کے آپ کے گھر تک پہنچاتے ہیں۔ آپ کو صرف یہ بتانا ہوتا ہے کہ جس فرد

بوڑھے جوزف نے کچھ دیر خاموش رہ کے کہا۔ ”دراصل ہم اپنے ذہنی کی تصویر بڑی کروانا چاہتے ہیں۔ ذہنی ہمارا بیٹا تھا۔ خدا اسے اپنی رحمت کے سائے میں رکھے۔ اس کی ایک ہی تصویر ہے ہمارے پاس۔ وہ کوری کی جنگ میں گیا تھا۔ محاذ پر روانگی سے پہلے ہم نے یہ تصویر اتاری تھی۔ اس کے بعد ہم اسے کبھی نہ دیکھ سکے۔“ جوزف نے اُنھ کے دراز کھولی اور ایک چھوٹی سی سیاہ و سفید تصویر سیلز مین کے سامنے رکھ دی۔ ”ذرا

دیکھا۔

بیوی نے کہا۔ ”میں بس یہ چاہتی ہوں کہ ڈینی کی تصویر بالکل اس بچے کی طرح بنادی جائے۔ اسی سائز میں اسی طرح کے فریم میں بالکل اسی طرح زندہ جیتی جاگتی۔“

بوڑھے جوزف نے کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ لکھ لو بھائی! مگر تصویر بہت سنبھال کر، بہت احتیاط سے رکھنا۔ ہمارے پاس اپنے بیٹے کی ایک ہی تصویر ہے۔ ڈینی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ محاذ پر فوجی یونی فارم میں تصویر کھینچوا کر بھجوائے گا مگر محاذ سے کوئی تصویر نہیں آئی۔ صرف ایک سار آیا جس میں وہ دل دوزخ میں تھی۔۔۔ دیکھو، یہ تصویر کھومت دینا۔“

”فکر نہ کیجیے جناب!“ سیلز مین نے کہا۔ ”ہم ذمے دار لوگ ہیں۔ ہمیں احساس ہے کہ ایک سپاہی اور اس کے متعلقین کی طرف سے ملک کے لیے، قوم کے لیے دی جانے والی قربانی کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔ آپ بالکل بے فکر رہیے۔ جب آپ یہ تصویر بڑے سائز میں اور رنگین پیراہن میں دیکھیں گے تو دنگ رہ جائیں گے۔ یہ صرف فوٹو گرافی کا کمال نہیں ہوتا، اس کے لیے ہم باقاعدہ مصوروں کی مدد بھی لیتے ہیں۔ میں خود بہت اچھا مصور ہوں اور ایک تصویر دیکھ کر دوسری ویسی ہی تصویر بنا سکتا ہوں۔ اچھا یہ فرمائیے کہ ڈینی کی تصویر میں اس کی وردی کیسی رکھی جائے؟ نیوی بلیورنگ کی وردی بنادیں؟“

بوڑھے جوزف نے حیرت سے کہا۔ ”مگر اصل تصویر میں تو وہ فوجی وردی پہنے ہوئے نہیں ہے۔“

سیلز مین ہنسا۔ ”یہ کام ہم پر چھوڑ دیجیے۔ آپ حیران رہ جائیں گے۔“

”اچھا ٹھیک ہے۔“ بوڑھے جوزف نے کہا۔ ”اور قطعی مطمئن رہیے۔ تصویر نہایت حفاظت سے رہے گی۔“ سودا طے پا گیا۔

سیلز مین پورے دن گاؤں میں پھرتا رہا۔ وہ گھر گھر گیا۔ شام تک اس کے پاس درجنوں تصاویر جمع ہو چکی تھیں۔ بچوں کی، بوڑھوں کی، مر جانے والوں کی اور نوجوان لڑکوں، لڑکیوں کی تصاویر۔ گاؤں بھر کے آرڈر جمع کر کے وہ رخصت ہو گیا۔

دو ہفتے، تین ہفتے، چار ہفتے۔ وقت گزرتا گیا۔ لوگ تصویروں کا انتظار کرتے رہے۔

ذیڑھ ماہ بعد لوگوں میں بے چینی پھیلنے لگی۔ ”اب تک تو تصویریں مل جانی چاہیے تھیں۔“ وہ ایک دوسرے سے کہتے۔

”ہاں، مگر ان کا کام جتنا شان دار ہے، اتنا ہی دیدہ ریزی اور محنت کا بھی ہے۔ ایسے کاموں میں وقت تو لگتا ہے۔“

سب بنگ

باتوں کی

☆ جب وہ پیدا ہوئی تھی تو اسے یقیناً کارڈ کی سوئی سے ٹپکے لگائے گئے ہوں گے۔

☆ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو ہر موضوع کی طرف کھلے منہ کے ساتھ لپکتے ہیں۔

☆ اسے جس چیز کی ضرورت ہے، وہ ہے ایک چھوٹا سا جڑ تالا۔

☆ اسے اپنا منہ منھیاں پکڑنے کے لیے کرائے پر چلانا چاہیے۔

☆ اس کا ذخیرہ الفاظ محدود ہے، تاہم ڈیراؤ غضب کا ہے۔

☆ اس کا دہانہ اتنا بڑا ہے کہ وہ اپنے کان میں سرگوشی کر سکتا ہے۔

☆ اس کی زبان اتنی دراز ہے کہ وہ لفافہ بند کر سکتی ہے، خواہ اس نے لفافہ لیٹر بکس میں ڈال دیا ہو۔

☆ وہ خوب صورت اور کشادہ ذہن کی مالک ہے، روز و شب کشادہ۔

☆ وہ صرف ”خوش آمدید“ کہنے میں آدھ گھنٹا کیوں لگاتا ہے۔

☆ وہ آٹھ زبانیں بولتا ہے، لیکن کسی میں بھی اپنی زبان پر قابو نہیں رکھ سکتا۔

☆ وہ اپنا ذہن ہمیشہ زبان کی نوک پر لیے پھرتی ہے۔

☆ اگر درزش مثلاً زائل کرتی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی ٹھوڑی ڈہری کیوں ہے۔

☆ وہ خاموشی میں جلتا ہے، اس کا فون کام نہیں کر رہا۔

☆ اس کے معالج کو آپریشن کرنے میں ایک گھنٹا لگا، اسے اس کی وضاحت میں میمنوں لگیں گے۔

☆ اس کا تکیہ کلام ہے، ”میں بتا نہیں سکتی۔“ کاش یہ سچ ہوتا۔

☆ اگر خاموشی طمائی ہے، وہ یقیناً فزنی معیار پر پیدا ہوا ہوگا۔

☆ وہ کوئی بات اسی وقت سنتا ہے، جب خود بول رہا ہو۔

☆ اس کی ٹھوڑی ڈہری ہوتی جا رہی ہے، اتنا کام ایک ٹھوڑی کے بس کا نہیں۔

لوئیس اے سیفیان۔ ترجمہ، رفیق احمد نقشب

دیکھو تو، کیا اسے بھی ایک جیتی جاگتی تصویر بنایا جاسکتا ہے؟“

”جی ہاں! کیوں نہیں۔“ سیلز مین نے تصویر غور سے دیکھی۔

”ہم تو فوجیوں کی بہت سی تصویریں انٹارنٹ پر چکے ہیں اور انہیں فوج کی مخصوص یونی فارم میں تیار کر چکے ہیں۔ فریم میں لگ کے تصویریں گویا بولنے لگتی ہیں۔ یہ بتائیے، آپ تصویر کتنی بڑی بنوانا چاہتے ہیں؟ اور آپ اس کا فریم چو کور پسند کریں گے یا بیضوی؟“

”مجھے تفصیلات لکھواد دیجیے۔“

بوڑھے جوزف نے سوالیہ نظروں سے بیوی کی طرف

نہیں تھا کہ وہ مجھ سے تمیں ڈال لے گیا ہے۔ مجھے صرف اپنی بیوی کے آنسوؤں کی فکر تھی، آخر وہ ڈینی کی ماں ہے۔ آہ، ہمارے پاس ڈینی کی ایک ہی تصویر تھی۔ اگرچہ وہ تصویر ہمیں ہیکے ہوئے تھیلے سے مل گئی تھی مگر بالکل تباہ ہو چکی تھی۔“

”شہر میں تم نے سیزمین کو کیسے تلاش کیا؟“ ایک شخص نے پوچھا۔

”یہ لمبی داستان ہے۔ میں تمہیں مختصر آجاتا ہوں۔ ایک روز وہ سیزمین اتفاق سے ہماری سبزی کی دکان پر آ نکلا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بالکل سانسے کھڑا ہوا سبزی خرید رہا ہے۔ مجھے ایسا لگا جیسے اس نے مجھے پہچان لیا ہو۔ میں نے تو ظاہر ہے، اسے فوراً پہچان لیا تھا۔ دل غصے سے بھرا ہو تو آدمی چہرہ کیسے بھول سکتا ہے۔ میں نے اُسے پکڑ لیا۔ وہ بے چارہ خوف سے کچھ بول بھی نہ سکا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ مسٹر مجھے اپنے ڈینی کی بڑی تصویر چاہیے، لکڑی کے منقش فریم میں۔ اگر مجھے تصویر نہ ملی تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔“

”میں اور اسٹیفن اسے لے کر اس کے گھر گئے۔ میں نے اس سے اسی وقت کام شروع کر دیا۔ ابتدا میں تو بے چارے کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کام کہاں سے شروع کرے۔ میں اور اسٹیفن تین دن تک وہیں بیٹھے رہے۔“

”مگر۔۔۔۔۔ مگر یہ کیسے ممکن ہوا؟“

”میں نہیں جانتا، یہ کیسے ممکن ہوا، مگر میرا خیال ہے کہ خوف آدمی سے ہر کام کر سکتا ہے۔ تین دن بعد ہمیں مکمل تصویر مل گئی۔ تم لوگ خود دیکھ سکتے ہو کہ تصویر کیسی حسین ہے۔“

”بوڑھا جوزف اٹھا اور اس نے آتش دان کے سمارے رکھی ہوئی تصویر سے چادر ہٹا دی۔“ کو، کیسی تصویر ہے؟ میرا ڈینی کیسا لگ رہا ہے؟“

کچھ دیر سناتا چھایا رہا۔

پھر ایک عورت نے کہا۔ ”بہن بات یہ ہے، مجھے اب یاد بھی نہیں کہ ڈینی کے چہرے کے نقوش کیسے تھے۔ کوریائی جنگ کو پانچ برس نہیں، پچیس برس گزر چکے ہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ ڈینی کا چہرہ تمہارے چہرے سے بہت ملتا جلتا تھا۔“

”بالکل ٹھیک۔“ بوڑھے جوزف کا چہرہ روشن ہو گیا۔ ”ہر شخص کی یہی رائے ہے۔ ڈینی کی صورت میری صورت سے بہت ملتی ہے اور کیوں نہ ملتی، وہ میرا بیٹا جو تھا۔“

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ وہ فریم کیسے اچھے تھے اور پھر تصویریں بنانا۔۔۔۔۔ مگر اب تو ڈیزھ مینا گزر گیا۔ سیزمین نے ایک مینی کا وعدہ کیا تھا۔“

”بھئی! صرف اپنے گاؤں سے تصویروں کے آرڈر نہیں لیے گئے ہوں گے۔ اس پاس کی بستیوں سے بھی سیکڑوں تصویریں امداد کر کے کاٹھیا کا دیا گیا ہو گا۔ کام اتنا ہو تو وقت بھی زیادہ لگتا ہے۔“

گاؤں میں تصویروں کا انتظار ہوتا رہا۔ خاصا وقت گزر گیا۔ بے چینی بڑھتی رہی۔

ایک دن اچانک ساری بات کھل گئی۔ ہوا یہ کہ علاقے میں طوفانی بارش ہوئی۔ گاؤں کی ندی کے ٹوٹے پھوٹے پل کے نیچے پانی میں کھیلنے والے بچوں کو ایک بڑا سا تھیلا ملا۔ تھیلے میں پانی سے گلی ہوئی سیکڑوں تصویریں تھیں۔ سیاہ و سفید تصویریں۔ بچوں کی اور بوڑھوں کی اور عدم آباد چلے جانے والوں کی اور نوجوان لڑکے لڑکیوں کی تصویریں۔ یہ تصویریں گیلی ہو کر ایک دوسرے سے چپک گئی تھیں، چہرے پہچاننا ممکن تھا۔ لوگ پل بھر میں پوری بات سمجھ گئے۔ یہی وہ لمحہ تھا جب پورے گاؤں نے پہلی بار بوڑھے جوزف کو غصے میں دیکھا۔ وہ چیخا چلایا تو نہیں مگر اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور ہاتھ کاٹنے لگے۔ اسی رات وہ خاموشی سے کہیں چلا گیا۔

اس نے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے مگر سب جانتے تھے کہ وہ شہر گیا ہے۔ اس سیزمین کی تلاش میں جو اس کے اکلوتے بیٹے ڈینی کی آخری تصویر لے گیا تھا۔

کئی ماہ تک اس کی کوئی خبر نہ ملی۔

آخر ایک سال بعد ایک دن اچانک گاؤں میں شور مچ گیا کہ بوڑھا جوزف واپس آ گیا ہے۔ رات کو گاؤں بھر کے مرد اور عورتیں اس سے ملنے پہنچے تو انہوں نے ایک نیا جوزف دیکھا۔ غصے سے کانپتا ہوا جوزف نہیں، مطمئن بوڑھا جوزف، مسرور بوڑھا جوزف۔ اس نے بتایا کہ میں شہر میں سیدھا اپنے ایک پرانے دوست اسٹیفن کے پاس چلا گیا تھا۔ میں نے اسٹیفن کو ساری بات بتا دی تھی۔ میں روزانہ اسٹیفن کے ساتھ سبزیاں فروخت کرنے منڈی جاتا اور وہاں کام میں اس کی مدد کرتا۔ مجھے ایک موہوم سی امید تھی کہ اس شہر میں کبھی نہ کبھی، کہیں نہ کہیں مجھے وہ عید آدمی مل جائے گا۔ روز سہ پہر تک ہم سبزیاں فروخت کرتے پھر شام کو میں گھومنے نکل جاتا۔ میں شراب خانوں، جوئے خانوں، بازاروں، دفتروں اور اقامتی علاقوں میں گھومتا رہتا، اسے ڈھونڈتا رہتا۔ مجھے اس بات کا رنج

